غیرنزاعی طور پر دین وملت کی خدمت اوران کی علمی ضرورت پوری کر تے رہے ۔ان دونوں کتابوں کے علمی مباحث پر گفتگوایک علمی تقاضا تھا، جسے پورا کیا گیا، ورنہ ہمارے لیے ایمۂ متبوعین اورائمہ محدثین دونوں قابل احترام ہیں، کیوں کہ انہی بزرگوں کی خدمات پر دین کاانحصار ہے۔

حواشی ومراجع

ا۔ ناچیز کو ٗ معارضات سیرۃالنعمان ٗ (شائع شدہ تحقیقات اسلامی، اپریل۔جون ۲۰۰۷ ئ مشمولہ ٗ مقالات محمود، اول، ۲۰۱۳) کی تحریر کے وقت ٗسیرۃالنعمان ٗ کا جونسخہ یافت ہوا تھا وہ ناقص الاول تھا، جس کی وجہ سے تاریخ طباعت معلوم نہ ہوسکی تھی۔لیکن غالباً وہ پہلا اڈیشن تھا، کیوں کہ اس کے ہر صفحہ کے سرنامہ پر ٗ سوانح ابوحنیفہ ٗ تحریر تھا۔موجودہ نسخہ کی تہذیب مولانا محمد عارف عمری صاحب نے فرمائی ہے۔

۲۔ فقہ حنفی کے سینکڑوں مسائل کے خلاف حدیثِ صحیح ہونے پر توکئی کتابیں موجود ہیں۔مولانا محمد جوناگڑھی مترجم قرآن وتفسیر ابن کثیر نے ایک کتاب ٗ صمصام محمدی ٗ لکھی ہے، جس میں فقہ حنفی کے تقریباًڈیڑھ سومسائل کوخلاف حدیث صحیح بتایاہے۔

۳۔ مقالہ نگار کے پیش نظرحسن البیان فی مافی سیرۃالنعمان کاطبع چہارم ہے، جو ۱۹۸۴ء میں مولانا ثناءاللہ امرتسری اکیڈمی، دہلی سے شائع ہوا تھا۔

اسلام۔عصمتِ نسواں کا محافظ

ڈاکٹرمحمد رضی الاسلام ندوی

سماج میں بدکاری اورعصمت دری کے واقعات کثرت سے پیش آنے لگے ہیں اورلاکھ کوششوں کے باوجود، نہ صرف یہ کہ وہ کنٹرول میں نہیں آرہے ہیں، بلکہ ان میں روز بروز اضافہ ہورہا ہے۔اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے عورتوں کی عفت وعصمت کا کیا تصور پیش کیا ہے؟ سماج کو پاکیزہ رکھنے کے لیے اس نے کیا احتیاطی تدابیر بتائی ہیں؟ اور بدکاری کرنے والوں کے لیے کتنے سخت قوانین وضع کیے ہیں؟ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عصمتِ نسواں کی حفاظت حقیقی طور پر اسلامی تعلیمات پرعمل کرنے سے ہی ممکن ہے۔صفحات: ۳۲، قیمت: ۱۶

تہذیب وسیاست کی تعمیر میں اسلام کا کردار

(مقالات سمینار)

مرتبین:

ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی

مولانا محمد جرجیس کریمی

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی علی گڑھ کی طرف سے منعقدہ سمینار کے مقالات کا مجموعہ جس میں تحریکِ اسلامی ہند کے اکابر اور قائدین کے خطبات کے علاوہ ملک کے ممتاز مفکرین اور دانش وروں کے چھتیس (۳۶) مقالات شامل ہیں۔ ان مقالات میں تہذیب و سیاست کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے، جن میں مغربی اور اسلامی تہذیبوں کے اجزائے ترکیبی، ان کے درمیان موجودہ فرق و امتیازات، تہذیبوں کے تصادم کا موجودہ نظریہ، امت مسلمہ کی موجودگی تہذیبی وسیاسی صورت حال، قرآن وحدیث میں حکومت و سیاست کے تصورات، موجودہ طریقۂ انتخابات، پارلیمانی نظام حکومت، تکثیری معاشرہ کے مسائل، جیسے اہم مباحث اور معروف علمائے سلف اور جدید مفکرین کی وقیع کتب کے تجزیاتی مطالعے پیش کیے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی دستاویز ہے جو قوم وملت کی علمی وفکری رہ نمائی اور موجودہ پیچیدہ حالات کے تقاضوں کے فہم وادراک اور اس کی روشنی میں اپنے لائحۂ عمل کے تعین میں مدد و معاون ثابت ہوگی۔

کل صفحات: ۸۳۶، قیمت: ۶۰۰/- روپے، دیدہ زیب ٹائٹل، بہترین کاغذ، عمدہ اور معیاری طباعت

ملنے کا پتہ

☆ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، نبی نگر، جمال پور، علی گڑھ۔۲۰۲۰۰۲

☆مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، D- 307، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

☆البلاغ پبلی کیشنز، اعظمی اپارٹمنٹس، فلیٹ ۱۰، N-1، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

☆البدر بک سینٹر، مہاجنی، ٹولہ، سرائے میر، اعظم گڑھ

میڈیکل انشورنس سے متعلق فقہی اکیڈمیوں کے فیصلے
اور ان کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد امتیاز حسین

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کی تعلیمات اللہ تعالی کی طرف سے نازل کردہ ہیں، جن کی توضیح وتشریح خود نبی رحمت ﷺ نے فرمائی ہے۔ اسی لیے شریعتِ اسلامی کا دارومدار عقل انسانی پر نہیں، بلکہ انسان کی دنیوی واخروی فلاح وبہبود پر رکھا گیا ہے اور اس کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے لہٰذا ایسے افعال واعمال کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جن میں دنیوی واخروی فوائد کے ساتھ رضائے الٰہی بھی شامل ہو اور ان افعال واعمال سے احتراز کا حکم دیا گیا جن میں انفرادی یا اجتماعی طور پر دنیوی واخروی فوائد نہ ہوں اور ساتھ ہی وہ رضائے الٰہی سے بھی خالی ہوں۔ اسی لیے شریعت ِمطہرہ نے جو اوامر ونواہی دیے ہیں ان پر عمل یا ان سے احتراز ضروری ہے۔

اسلامی احکام جس طرح صحت کی حالت میں رہ نمائی کرتے ہیں اسی طرح حالت مرض میں مشکلات سے نمٹنے کے سلسلے میں ان سے رہ نمائی ملتی ہے۔ صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اس لیے حتی المقدور اس کی حفاظت انسانی فریضہ ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ عصرِ حاضر میں صنعتی انقلاب، ماحولیات کا عدم توازن اور غذائی اجناس میں اضافہ کے لیے نت نئے تجربات کی وجہ سے امراض میں اضافہ ہو رہا ہے اور وہ پیچیدہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ امراض کی تشخیص اور علاج کے نت نئے مؤثر اور زود اثر طریقے بھی دریافت ہو رہے ہیں۔ لیکن جدید طریقۂ علاج اتنا گراں ہو چکا ہے کہ متوسط معاشی صلاحیت کے حامل افراد کے لیے اس کے اخراجات نا قابل برداشت ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ علاج معالجہ، جو خدمتِ خلق کا ذریعہ اور ایک باعزت پیشہ تھا، اس نے

اب تجارت کی شکل اختیار کر لی ہے ۔اس صورت حال نے میڈیکل انشورنس کی صورت کو وجود بخشا ہے ۔ چناں چہ مرض کی پریشانیوں سے بچنا بچانا میڈیکل انشورنس کہلاتا ہے ۔

میڈیکل انشورنس کی تعریف

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے میڈیکل انشورنس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے :

”عقد التامین الصحّی اتفاق یلتزم بموجبه شخص أو مؤسّسة تتعهّد برعایته بدفع مبلغ محدّد او عدد من الأقساط لجهة معیّنة، علی ان تلتزم تلک الجهة بتغطیة العلاج او تغطیة تکالیفه خلال مدة معیّنة“۔[۱]

’میڈیکل انشورنس ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے نتیجہ میں ایک شخص یا ادارہ جو اس کے حفظانِ صحت کا کفیل ہو، کسی متعین ادارہ کو ایک معینہ رقم یا متعدد اقساط ادا کرنے کا پابند ہو، اور اس کے عوض وہ ادارہ اس متعینہ مدت کے لیے اس کے علاج کے اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے‘ ۔

محمد جبیر الانفی نے میڈیکل انشورنس کی تعریف یوں کی ہے:

’ھو عقد بین فرد أو مؤسّسة و بین شرکة تأمین تجاری تلتزم شرکة التأمین بمقتضاه ان تدفع مبلغاً معیّناً دفعة و احدة أوعلٰی أقساط و بان تردّ مصروفات العلاج و ثمن الأدویة کلّھا او بعضھا للمستفید من التأمین اذا مرض خلال مدة محدّدة و ذلک فی مقابل التزام المؤمن له بدفع أقساط التامین المتّفق علیھا‘[۲]

”یہ ایک فرد یا ادارہ اور انشورنس کمپنی کے درمیان معاہدہ ہے جس کے مطابق یہ انشورنس کمپنی یک مشت یا قسطوں میں ایک مقررہ رقم ادا کرنے اور انشورنس سے استفادہ کرنے والے کی اس مقررہ مدت کے دوران جب بھی وہ بیمار ہوگا، علاج کے اخراجات اور تمام ادویہ یا بعض ادویہ کی

قیمتیں لوٹانے کی پابند ہوتی ہے۔اس کے مقابلے میں انشورنس کا حامل اس کی تمام طے شدہ اقساط ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے"۔

محمد ہیثم الخیاط کے نزدیک میڈیکل انشورنس کا مفہوم یہ ہے:

'هو عقد بين طرفين يلتزم به الطرف الاوّل (المستشفىٰ) بعلاج الطرف الثانى (فرداً كان او جماعةً) من مرض معيّن او الوقاية من المرض عامّة مقابل مبلغ مالى محدّد يدفعه الى الطرف الأوّل دفعةً واحدةً او علىٰ أقساط' [۳]

'میڈیکل انشورنس دو فریقوں کے درمیان معاہدہ ہے،جس کی رو سے پہلے فریق (ہسپتال) پر دوسرے فریق (خواہ وہ فرد ہو یا جماعت) کا کسی خاص مرض میں علاج یا عام امراض سے بچانا لازم ہوتا ہے۔ اس کے مقابل دوسرا فریق پہلے فریق کو رقم یک مشت یا اقساط میں ادا کرتا ہے'۔

ان تعریفات کی روشنی میں میڈیکل انشورنس کی نوعیت یہ ہے کہ ایک آدمی ایک قلیل رقم پریمیم کی شکل میں دینے کے بعد کمپنی سے یہ ضمانت لیتا ہے کہ اگر وہ معیّن مدت کے اندر بیمار ہو گیا تو اس کے علاج معالجہ میں پریمیم کی رقم کے مطابق ایک حد تک کمپنی اس پر خرچ کرے گی اور اس کو جو مالی نقصان اس بیماری کے دوران میں پہنچے گا اس کی تلافی بھی کرے گی ، جیسے کبھی بیماری کی وجہ سے اس آدمی کو چھٹی لینی پڑے تو اگر وہ تنخواہ دار آدمی ہے تو بیماری کی وجہ سے اس کی تنخواہ میں جو کمی آئے گی اس کو کمپنی پورا کرے گی۔ میڈیکل انشورنس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کمپنی متعلقہ فرد کو ایک کارڈ جاری کر دیتی ہے اور اسے کچھ اسپتالوں کی فہرست دیتی ہے، جن سے اس کا معاہدہ ہوتا ہے کہ جب بھی وہ بیمار ہو تو فلاں ہسپتال میں جائے ، وہاں اس کا علاج ہو جائے گا۔علاج کی رقم کی ادائی کے بھی دو طریقے ہوتے ہیں: کبھی رقم مریض ہسپتال کو خود دے گا ، بعد میں اس کو کمپنی ادا کر دے گی اور کبھی وہ رقم کمپنی خود ہسپتال کو دیتی ہے، میڈیکل انشورنس کرانے والا صرف علاج کرا کے آجاتا ہے۔اس میں ایسا نہیں ہوتا

ہے کہ انشورنس کروانے والا مریض جتنی چاہے رقم خرچ کردے، بلکہ اس کا تعلق پریمیم سے ہوتا ہے۔ جتنا پریمیم ہوگا اس حساب سے علاج کی رقم ملے گی۔ اگر پریمیم کم ہوگا تو علاج کی رقم کم ہوگی اور اگر پریمیم زیادہ ہوگا تو علاج کی رقم بھی زیادہ ہو گی۔ انشورنس کرانے والے کو متعین عرصہ میں وہ مخصوص بیماری نہیں لگی تو اس کی پریمیم کی رقم ضائع ہوجائے گی۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا فیصلہ

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے پندرہویں سیمینار، منعقدہ ۱۱ تا ۱۳؍مارچ ۲۰۰۶ء میں میڈیکل انشورنس کے بارے میں مندرجہ ذیل فیصلہ کیا تھا:

''شریعتِ اسلامی میں جوئے کی کوئی بھی صورت جائز نہیں۔ اس وقت میڈیکل انشورنس کی جو صورت رائج ہے وہ اپنے نتیجے کے اعتبار سے جوا ہیں شامل ہے اور اس نے علاج کو خدمت کے بہ جائے نفع آور تجارت بنا دیا ہے۔ اس پس منظر میں سیمینار نے میڈیکل انشورنس کے بارے میں درج ذیل فیصلے کیے ہیں:

۱۔ میڈیکل انشورنس، انشورنس کے دوسرے تمام شعبوں کی طرح بلا شبہ مختلف قسم کے ناجائز امور پر مشتمل ہے، لہٰذا عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے اور اس حکم میں سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔ اگر قانونی مجبوری کے تحت میڈیکل انشورنس لازمی ہو تو اس کی گنجائش ہے، لیکن جمع کردہ رقم سے زائد جو علاج میں خرچ ہو، صاحب استطاعت کے لیے اس کے بہ قدر بلا نیتِ ثوب صدقہ کرنا واجب ہے''۔ [۴]

اس فیصلے کا خلاصہ یہ ہے کہ عام حالات میں میڈیکل انشورنس ناجائز ہے۔ مجبوری کی حالت میں اس کا جواز ہے، لیکن مستزاد مال کو بلا نیت ثواب صدقہ کرنا واجب ہے۔

اس سے پہلے بین الاقوامی اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ نے بھی اپنے سولہویں فقہی سیمینار، منعقدہ متحدہ عرب امارات ۳۰؍صفر تا ۵؍ربیع الاول ۱۴۲۶ھ؍ ۹ تا ۱۴؍اپریل

۲۰۰۵ء میں میڈیکل انشورنس کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا۔[۶]

عدم جواز کے فیصلے کا تحلیلی مطالعہ

فقہ اکیڈمیوں نے میڈیکل انشورنس کے عدمِ جواز کا فیصلہ کن دلائل سے کیا ہے، ذیل میں ان کا تحلیلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:

غرر

میڈیکل انشورنس 'غرر' پر مشتمل ہے اور شریعت اسلامی نے اس سے منع کیا ہے۔ غرر دھوکہ اور خطرہ کے معنوں میں مستعمل ہے۔ میڈیکل انشورنس میں دھوکے والا غرر تو نہیں پایا جاتا، البتہ خطرہ والا معنیٰ ضرور پایا جاتا ہے۔ خطرہ سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کے لیے نفع ایسی شرط پر موقوف کر دیا جائے جس کا ہونا یا نہ ہونا غیر یقینی ہو۔ یہ معنیٰ میڈیکل انشورنس میں واضح طور پر پایا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک غرر کی تعریف

علامہ کاسانیؒ نے غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"ان الغرر هو الخطر الّذی استوی فیه طرف الوجود و العلم"[۶]

''دھوکہ اس خطرے کو کہتے ہیں جس میں وجود اور عدم وجود دونوں کے مواقع برابر ہوں''۔

ابن عابدین نے غرر کو یوں بیان کیا ہے:

''الغرر هو الشکّ فی وجود المبیع''[۷]

''مبیع میں شک کا نام غرر ہے''۔

دھوکہ کی اس تعریف کی روشنی میں اگر میڈیکل انشورنس پر غور کیا جائے تو معاملہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اس معاہدے کا بنیادی جز و اور اصل حقیقت دھوکہ ہے، کیونکہ میڈیکل انشورنس کا تصور بیماری کے بغیر ناممکن ہے اور بیماری اس حادثے کا نام ہے جس کے پائے جانے یا نہ پائے جانے، دونوں کا امکان برابر ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ معاوضات، جو احناف کے نزدیک دھوکہ کی وجہ سے بالاتّفاق باطل ہیں، ان میں یہ مفہوم موجود ہے کہ ان میں ملکیت یا ذمہ داری کوکسی ایسے خطرے کے ساتھ مشروط کردیا گیا ہے یا اس پر موقوف ٹھہرایا گیا ہے جس کے پائے جانے یا نہ پائے جانے دونوں کا امکان ہو۔ یہی صورت حال میڈیکل انشورنس کروانے والے کی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جو شخص میڈیکل انشورنس کمپنی کو رقم صرف اس لیے ادا کرتا ہے کہ کمپنی نے اس رقم کے بدلے میں بیمار ہونے کی صورت میں علاج کی رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ممکن ہے اس کو وہ بیماری لاحق ہو اور یہ بھی ممکن ہے، لاحق نہ ہو۔ لہٰذا احناف کی اس تعریف کی روشنی میں میڈیکل انشورنس میں غرر بالکل واضح ہے۔

حنابلہ کے نزدیک غرر کی تعریف

علامہ بہوتی حنبلی نے غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

''الغرر بانّہ ماتردد بین أمرین لیس أحدھما أظھر'' ۸؎

'دھوکہ یہ ہے کہ دونوں صورتیں مشکوک ہوں اور کوئی ایک دوسرے کے مقابلے میں واضح نہ ہو'۔

اس تعریف کی روشنی میں وہ تمام معاملات، جو دو حالتوں کے درمیان معلّق ہیں اور وہ ہیں خریدار کے لیے عوض کی ادائیگی کے بدلے میں حصول معاوضہ اور اس کا عدم حصول) ان دونوں میں سے کوئی ایک حالت بھی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ واضح نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک حالت واضح ہوتی تو ان کے نزدیک یہ خرید و فروخت درست ہوجاتی۔ جیسے غصب شدہ چیز کو خود غصب کرنے والے سے خریدنا۔

یہی صورت حال میڈیکل انشورنس میں پائی جارہی ہے۔ کیوں کہ علاج، جس کے لیے میڈیکل انشورنس کروانے والے نے رقم ادا کی ہے، دو امکانی صورتوں کے درمیان معلّق ہے: ایک صورت یہ کہ اگر اس کو وہ بیماری لاحق نہ ہوئی تو یہ رقم واپس حاصل نہیں کرسکے گا۔ علاوہ ازیں علاج کی رقم کے حصول کی صورت بھی زیادہ واضح نہیں ہے، اس لیے کہ اس کا انحصار اس بیماری کے پیش آنے پر ہے جس سے تحفظ دیا گیا ہے اور اس کا

پیش آنا اس کے نہ پیش آنے کے مقابلے میں زیادہ واضح نہیں ہے۔ کیوں کہ کمپنی میڈیکل ٹیسٹ کرواکے اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ انشورنس کرانے والے میں وہ بیماری پہلے سے موجود نہیں ہے جس کا وہ انشورنس کروا رہا ہے، لہذا عوض کے حصول اور عدم حصول کی دونوں صورتیں مشتبہ ہیں۔ میڈیکل انشورنس کرانے والے کو کبھی تو علاج کی رقم مل جاتی ہے کبھی نہیں، کیوں کہ اس کے حصول کا انحصار مکمل طور پر ایک ایسی بیماری لاحق ہونے پر ہے جس میں اس کے اپنے ارادے کا کوئی دخل نہیں اور نہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس بیماری کو خود پیدا کر سکے۔

شوافع کے نزدیک غرر کی تعریف

الوجیز کی شرح فتح العزیز میں غرر کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

'انّ الغرر هو التردد بين جانبين: الأغلب منهما أخوفهما' ۹؎

'دھوکہ وہ ہے جس میں دونوں جانب کا احتمال ہو اور جانب غالب کا واقع ہونا زیادہ خطرناک ہو'۔

علامہ شیرازی شافعیؒ نے غرر کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

"و انّه الذی تنطوی علی الشخص عاقبته" ۱۰؎

"اور دھوکہ اسے کہتے ہیں جس کا نتیجہ انسان سے پوشیدہ ہو"۔

علامہ رملیؒ فرماتے ہیں:

"ان الغرر لا ينتفى عن المعاوضة الا اذا عرف المتعاقد فيها ما الذى ملك بازاء ما بذل" ۱۱؎

"معاوضہ دھوکہ سے اس وقت تک پاک نہیں ہوتا جب تک کہ لین دین کرنے والا اس میں یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے اس کے بدلے وہ کس چیز کا مالک بنا ہے"۔

علامہ ابن حجرؒ نے غرر کی یہ تعریف بیان کی ہے:

”انّ الغرر ھو کل ما یمکن أن یو جد و الاّ یو جد، و کذلک ما لا یصحّ غالباً“۱۲۔

’دھوکہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے وجود کا امکان اور عدم امکان برابر ہو، اسی طرح جو عام طور پر معاوضہ بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو‘۔

علامہ نوویؒ نے بیان کیا ہے:

”أنّ عقد الغرر ھو ما لا یو ثق بحصول العوض فیہ“۔۱۳۔

”دھوکہ اسے کہتے ہیں جس میں معاوضہ کے حصول کا یقین نہ ہو“۔

غرر (دھوکہ) کی یہ تعریف کہ اس میں دونوں پہلوؤں کا احتمال ہو اور غالب پہلو کا وقوع زیادہ خطرناک ہو، میڈیکل انشورنس پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ کیوں کہ اس میں بھی دونوں پہلوؤں کا احتمال ہوتا ہے: ایک پہلو حصولِ معاوضہ کا ہے اور دوسرا اس کے عدم حصول کا۔ پس اگر جس بیماری سے تحفظ دیا گیا ہے وہ لاحق ہوگئی تو میڈیکل انشورنس کروانے والے کا علاج ہو جائے گا یا اس کی رقم مل جائے گی، جو کہ انشورنس کی اس رقم کا عوض ہے جس کے لیے اس نے رقم ادا کی ہے۔ لیکن اگر یہ بیماری لاحق نہ ہوئی تو وہ معاوضہ سے محروم رہے گا، جب کہ انشورنس کروانے والا معاہدہ کرتے وقت نہیں جانتا کہ کس صورتِ حال سے دوچار ہوگا۔

اسی طرح غرر کی یہ تعریف بھی کہ ’جس کا انجام انسان سے پوشیدہ ہو‘ اس پر صادق آتی ہے، کیوں کہ میڈیکل انشورنس کمپنی اور انشورنس کرونے والا دونوں معاہدہ کرتے وقت اس کے انجام سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک معاہدہ کے وقت یہ نہیں جانتا کہ وہ دوسرے کو کتنا کچھ ادا کرے گا اور اس سے کتنا کچھ حاصل کرے گا۔ کیوں کہ جس بیماری کا انشورنس ہوا ہے وہ کبھی پیش آتی ہے، کبھی نہیں۔ اگر انشورنس کرانے والا بیمار ہو گیا تو کمپنی معاہدہ کے وقت معیّن رقم میں سے کم خرچ ہونے کی صورت میں اضافی رقم ادا نہیں کرتی، بلکہ اسے ضبط کرلیتی ہے۔

دھوکہ کی جو یہ تعریف کی گئی ہے کہ اس میں لین دین کرنے والے کو معلوم نہیں

ہوتا کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس کے بدلے میں وہ کس چیز کا مالک بنا ہے، یہ بھی میڈیکل انشورنس پر منطق ہوتی ہے، اس لیے کہ میڈیکل انشورنس کمپنی اور جو شخص اس سے معاہدہ کرتا ہے، دونوں میں سے ہر ایک معاہدہ کرتے وقت یہ نہیں جانتا کہ اس نے جو کچھ خرچ کیا ہے، اس کے بدلے میں وہ کس چیز کا مالک بنا ہے۔ خاص طور پر انشورنس کرانے والا رقم ادا کرنے کے باوجود یہ نہیں جانتا کہ وہ اس کے بدلے میں کس چیز کا مالک بنے گا۔ کبھی تو وہ رقم ادا کرنے کے باوجود کسی چیز کا مالک نہیں بنتا، اگر بیمار نہ ہو، اور بعض اوقات بیماری لاحق ہونے پر وہ کچھ نہ کچھ حاصل تو کرتا ہے، مگر کبھی اس کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور کبھی کم۔ معلوم ہوا کہ وہ نہ صرف اس سے بے خبر ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ ملے گا اس کی مقدار کیا ہوگی؟ بلکہ اسے اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ اسے کچھ مل بھی سکے گا یا نہیں؟ اس سے ثابت ہوا کہ میڈیکل انشورنس میں ہمیشہ دھوکہ کی کھلی صورت اور شدید ترین قسم پائی جاتی ہے۔ اسی طرح میڈیکل انشورنس کا دھوکہ کی اس تعریف کے تحت آنا بھی بالکل واضح ہے کہ غرر اسے کہتے ہیں جس کے وجود کا امکان اور عدم امکان برابر ہو یا عدمِ امکان غالب ہو۔ کیوں کہ تحفظ فراہم کرنے والے کی رقم میڈیکل انشورنس کے سلسلہ کی وہ ذمہ داری ہے جس کے لیے اس نے رقم ادا کی ہے۔ کبھی تو وہ پائی جاتی ہے اور کبھی نہیں، کیوں کہ اس کا وجود بیماری پر منحصر ہے۔ بیماری لاحق ہوگئی تو یہ ذمہ داری بھی لازم ہو جائے گی اور اگر نہیں لاحق ہوئی تو ذمہ داری بھی لازم نہ ہوگی۔

دھوکہ کی یہ تعریف کہ اس میں معاوضہ کے حصول کا پختہ یقین نہ ہو، یہ بھی میڈیکل انشورنس پر پوری طرح صادق آتی ہے، کیوں کہ اس میں معاوضہ کے حصول کا پختہ یقین نہیں ہوتا۔ پھر یہ ایک پوشیدہ اور مخفی امر ہے جسے میڈیکل انشورنس کروانے والا معاہدہ طے کرتے وقت بالکل نہیں جانتا۔

مالکیہ کے نزدیک غرر کی تعریف

فقہ مالکی کی کتاب مواہب الجلیل میں غرر کی یہ تعریف کی گئی ہے:

"الغرر بانّه ماشکّ فی حصول أحد عوضیه، او مقصود منه غالباً" ۱۴؎

'دھوکہ اسے کہتے ہیں جہاں دونوں طرف کے معاوضوں میں سے کسی ایک کا حصول غیر یقینی ہو، یا اس معاوضے سے جو مقصد پیشِ نظر ہے، اس کا حصول مشکوک ہو'۔

علامہ شربینی نے غرر کی یہ تعریف کی ہے:

''الغرر بانّہ مالا یعلم أیتمّ ام لا'' ۱۵؎

''دھوکہ یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پورا ہو گیا نہیں''؟

شیخ دسوقی نے اس کی تعریف یہ کی ہے:

''الغرر بانّہ مایحتمل حصولہ وعدم حصولہ''۱۶؎

'دھوکہ یہ ہے کہ کسی چیز کے حصول اور عدم حصول دونوں کا احتمال ہو'۔

فقہا مالکیہ میں سے علامہ دردیر غرر کی یہ تعریف بیان کرتے ہیں:

''الغرر بانّہ ماتردّد بین السلامۃ و العطب''۱۷؎

''جس کی سلامتی یا تباہی کے بارے میں تردد ہو، اس کو غرر کہتے ہیں''۔

یہ تعریفات بھی میڈیکل انشورنس پر پوری طرح منطبق ہوتی ہیں۔تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

جوا اور شرط لگانا

میڈیکل انشورنس میں قمار اور میسر کی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں۔یوں کہ فریقین میں سے ایک شخص بلا مقابل کل خسارہ کا شکار ہوتا ہے۔ انشورنس کرانے والا موہوم بیماری کے پیش نہ آنے کی صورت میں اپنی پوری رقم سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور بیماری لاحق ہونے کی صورت میں کمپنی ایک بڑی رقم کے خسارہ سے دو چار ہو جاتی ہے۔فقہ حنفی کی کتاب المبسوط میں جوا کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے:

''المقامرۃ او الرھان عقد یتعھد فیہ کل من العاقدین (المقامرین او

المترا هنين) ان يدفع الى الاخر مبلغاً من النقود او أيّ عوض مالى آخر يتّفق عليه، اذا حدثت واقعة معيّنة (خسارة اللعب فى المقامرة، وعدم صدق قول المراهن فى الواقعة غير محققة فى الرهان" ۱۸۔

''جوا اس معاہدے کو کہتے ہیں جس میں دونوں فریق اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ وہ دوسرے کو ایک مقرر رقم یا کوئی دوسرا مالی معاوضہ جس پر ان کا اتفاق ہوا ہو، اس وقت ادا کرے گا جب متعین واقعہ پیش آجائے (جیسے مقامرۃ میں اس کا ہار جانا اور رہان میں ہر یقینی واقعہ کے بارے میں مراہن کے قول کا جھوٹا ثابت ہونا)''۔

اس تعریف سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جوا بھی شرط لگانے کی طرح ہے۔ ان دونوں میں معاہدہ کرنے والے کا حق ایک غیر یقینی واقعے کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔

جوا اور شرط لگانا امکانی معاہدات اور دھوکہ والے معاملات میں سے ہیں، اس لیے کہ ان میں دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے لیے بھی ممکن نہیں کہ معاہدہ کے وقت اس مقدار کا تعین کر سکے جو اسے ملنی ہے، یا اس مقدار کا اندازہ لگا سکے جو اسے ادا کرنا ہے، کیوں کہ اس کا تعین مستقبل ہی میں ہوسکتا ہے، جو ایک غیر یقینی واقعہ کے پیش ہونے پر منحصر ہے۔ رہی یہ بات کہ جوا اور شرط لگانا معاوضہ والے کاروبار میں سے ہیں تو یوں کہ جوا کھیلنے والوں یا شرط لگانے والوں میں سے ہر ایک جب کچھ حاصل کرتا ہے تو اس خطرے کے عوض جو خسارے کی صورت میں اسے درپیش ہے اور کچھ ہارتا ہے تو اس امکان کے عوض کہ اسے کچھ حاصل ہوگا۔ جیتنے اور ہارنے کے سلسلہ میں پایا جانے والا یہ احتمال ہی وہ بنیاد ہے جس پر یہ کاروبار استوار ہے۔

جوئے کی خصوصیات مکمل طور میڈیکل انشورنس میں پائی جاتی ہیں، کیوں کہ یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس کے بہ موجب ایک فریق (میڈیکل انشورنس کمپنی) دوسرے فریق (میڈیکل انشورنس کروانے والا) کو ایک مخصوص رقم یا کوئی دوسرا مالی معاوضہ، جس

پر دونوں باہم متفق ہوئے ہوں، اس وقت ادا کر دے گا جب وہ متعین بیماری پیش آجائے، جس سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے اور اس کی یہ ذمہ داری دوسرے فریق (میڈیکل انشورنس کرانے والے) کی اس ذمہ داری کے مقابل ہوتی ہے جس کے بہ موجب وہ بیماری لاحق ہونے سے پہلے تک میڈیکل انشورنس کی رقم ادا کرتا ہے ۔معلوم ہوا کہ میڈیکل انشورنس کی اصلیت بعینہ جوئے اور شرط لگانے کی ہے، اگر چہ اس کے عناصر اور جزئیات کے نام مختلف ہیں۔

میڈیکل انشورنس کی مرّوجہ صورتوں میں جوا کا ہونا واضح ہے۔ قرآن کریم نے قمار کو شیطان کا گندا فعل بتایا ہے اور اس کی حرمت پر سب متّفق ہیں۔ لہٰذا جو حکم جوا کا ہے وہی میڈیکل انشورنس کا ہوگا۔

ربا

میڈیکل انشورنس میں ربا (سود) بھی پایا جاتا ہے اور قرآن کریم میں اس کی مذمّت کی گئی ہے اور اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔

علّامہ شامی نے سود کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"کلّ قرض جرّ نفعاً حرام، ای اذا کان مشروطاً"[19]۔

"ہر وہ قرض جو نفع کی شرط پر جاری ہو وہ حرام ہے"۔

میڈیکل انشورنس میں معاہدہ ہوتا ہے کہ انشورنس کرانے والا جو رقم ایک خاص مدّت تک جمع کرے گا اس کو بیماری کی صورت میں وقتِ ضرورت اس سے زائد رقم میڈیکل انشورنس کمپنی اس کے علاج کے لیے دے گی۔ یہ قرض کے ساتھ مشروط منفعت کی صورت ہے۔ اسی کا نام سود ہے۔

ردّ المختار میں سود کی یہ تعریف ہے:

هو تبادل جنسين ، من الاءموال الربويه، فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروط لأحد المتعاقدين في المعاوضة[20]۔

اموال ربویہ میں سے کسی چیز کا ہم جنس کے ساتھ تبادلہ کرنے کا معاہدہ کیا جائے اوراس میں کسی ایک جانب سے بلاعوض اضافے کا دینا بھی مشروط ہو، یعنی اضافہ کی شرط جز ومعاہدہ ہو۔

یہ تعریف درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

(۱) ہم جنس چیز کا تبادلہ ہم جنس کے ساتھ ہو۔

(۲) وہ چیزاموال ربویہ میں سے ہو۔

(۳) اضافہ ایک ہی جانب ہو۔ دوسری جانب اس کا کوئی ایسا عوض نہ ہو جو شرعاً عوض کہلا سکے۔

(۴) یہ اضافہ معاہدہ کی رو سے ہو۔

اگر سود کے ان اجزاء کا میڈیکل انشورنس کے اجزاء سے تقابل کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ دونوں میں پوری مطابقت ہے۔ کیوں کہ میڈیکل انشورنس کرانے کے نتیجے میں صرف ایک ہی طرف رقم زیادہ رہ جاتی ہے: بیمار ہونے کی صورت میں انشورنس کرانے والے کی طرف اور بیمار نہ ہونے کی صورت میں انشورنس کمپنی کی طرف۔ وہ اس طرح کہ انشورنس کرانے والے نے مثلاً ایک ہزار روپے کمپنی کو دیے۔ بیمار ہونے پراس کے علاج کے لیے کمپنی نے بیس ہزارروپیے خرچ کر دیے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ انیس ہزار روپے ،جو انشورنس کرانے والے کی طرف آئے ،اس کا کوئی حقیقی عوض کمپنی کو نہیں ملا۔ اور اگر انشورنس کرانے والا بیمار نہ ہوتو اس کی جمع کردہ رقم اس کو واپس نہیں ملے گی ۔انشورنس میں دونوں طرف تبادلہ کی چیز روپیہ ہوتی ہے اور روپیہ اموالِ ربویہ میں سے ہے ۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ روپیہ کا لین دین اوراس کے نتیجے میں ایک طرف اضافہ معاہدہ کی رو سے ہی ہوتا ہے۔

معجم لغة الفقهاء میں ربا کوان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

كلّ زيادة مشروطة في العقد خالية من عوض مشروع ۲۱؎

’’ربا ہر وہ زیادتی ہے جس کی عقد میں شرط لگائی گئی ہو اور وہ جائز عوض سے خالی ہو‘‘۔

یہ تعریف میڈیکل انشورنس پر بھی صادق آتی ہے۔ اس لیے کہ انشورنس کرانے والا اس شرط کے ساتھ مقررہ رقم جمع کرواتا ہے کہ بیمار ہونے کی صورت میں اسے اپنی جمع کردہ رقم کے مقابلے میں بہت زیادہ رقم انشورنس کمپنی کی طرف سے علاج کے لیے ملے گی۔ظاہر ہے یہ زائد رقم ،جو اس کے علاج پر خرچ ہوئی، وہ جائز عوض سے خالی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا ہے کہ ربا کے معاہدہ میں جتنے اجزاء پائے جاتے ہیں وہ سب میڈیکل انشورنس میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا جو حکم ربا کا ہوگا وہی میڈیکل انشورنس کا بھی ہوگا۔

حالتِ اضطرار میں میڈیکل انشورنس کی اجازت

جن ممالک میں داخلہ اور قیام کے لیے قانوناً میڈیکل انشورنس ضروری ہو وہاں کسی شخص کو دعوت وتبلیغ یا کسی علمی و دینی مجلس میں شرکت یا تجارتی مقاصد کے لئے سفر کرنا یا وہاں سکونت اختیار کرنا یا ان ممالک سے تعلّقات کی استواری کے لیے مسلم ممالک کے سفراء کا وہاں قیام ضروری ہو تو یہ سب معاملات مسلمان شہریوں کے لیے حالت اضطرار کے حکم میں ہوں گے اور ضرورت کے تحت شریعت اسلامیہ اپنے ماننے والوں کو بہت سی ممنوعات کی گنجائش دیتی ہے، انھی میں سے ایک میڈیکل انشورنس بھی ہے۔ ’ضرورت‘ کی تعریف امام سیوطی نے یہ کی ہے:

> فالضرورة بلوغه حدّا ان لم یتناوله الممنوع هلک أو قارب، وهذا یبیح تناول الحرام[۲۲]۔
>
> ’’ضرورت یہ ہے کہ آدمی اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر وہ ممنوع چیز کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں حرام کا استعمال اس کے لیے مباح ہوگا‘‘۔

پس اگر حالات نا مساعد ہوں اور مسلمان اس حالت میں نہ ہوں کہ اس قانون کی مخالفت کرسکیں، بلکہ اس کی خلاف ورزی کی صورت میں وہاں ان کے ملّی وجود کو خطرہ لاحق ہو اور موجودہ عالمی نظام میں اجتماعی ہجرت بھی ناممکن ہے تو جان و